# آبادی میں ردّوبدل --- نو آبادیاتی پالیسی

مرزا محمد الیاس

## (۱)

۱۸۵۰ء میں الجزائر میں فرانسیسی اور یورپی آبادی کے بارے میں اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ فرانسیسی یلغار سے پہلے بہت کم یورپی، الجزائر میں موجود تھے۔ ۱۸۳۰ء میں ۳۷ ہزار فوجیوں کے ہمراہ فرانسیسی جنرل جب الجزیرہ میں داخل ہوئے تو کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ یہ دن اسلام اور یورپ کے حوالے سے ایک اہم دن بن جائے گا اور آنے والے سالوں میں شمالی افریقہ سے اسلام کو بے دخل کرنے کی یورپی کوششوں کا محور و مرکز ٹھہرے گا۔ الجزائر کے معاشرتی نظم کو توڑنے کے لیے جو مختلف راستے اختیار کیے گئے ان میں اس بات کو بھی مرکزی اہمیت حاصل تھی کہ اس ملک میں اہم اور حسّاس علاقوں میں باقاعدہ یورپی بستیاں بنائی جائیں اور نو آبادکاروں کو فرانس اور یورپ سے لا کر اس انداز سے بسایا جائے کہ پورے الجزائر کو فرانس کا ایک صوبہ بنایا جا سکے۔ ۱۸۵۰ء میں فرانس اور یورپ سے آئے ہوئے ان باشندوں کی کل تعداد ۱۲۵،۹۶۳ تھی۔ الجزیرہ میں ۵۶،۷۸۴، اوران (Oran) میں یہ تعداد ۴۴،۵۰۷ اور صوبہ (Constantina) میں یورپی فرانسیسی باشندوں کی تعداد ۲۴،۶۷۲ تھی۔

"دسمبر ۱۹۴۹ء کے اعداد و شمار کے مطابق کل یورپی باشندے ۱۱۲،۶۰۷ تھے۔ الجزیرہ میں ۵۷،۸۱۰ باشندے تھے جن میں اکثر فرانسیسی تھے، اوران میں ۳۵،۲۴۶ اور Constantina میں ان کی کل تعداد ۱۹،۹۵۱ شمار کی گئی تھی۔ الجزیرہ میں فرانسیسی ۳۰،۸۹۷ دیگر یورپی ۲۶،۹۱۳ اوران میں فرانسیسی ۱۵،۹۵۹ اور دیگر یورپی اقوام کے ۱۹،۲۸۷ افراد موجود تھے جبکہ تیسرے صوبے Constantina میں فرانسیسی باشندے ۱۱،۱۴۰ جبکہ یورپی باشندے ۸،۴۰۲ تھے۔ (۱)"

سوئٹزرلینڈ، فرانس اور جرمنی سے یورپی باشندے الجزائر کا رخ اس لیے کرتے تھے کہ یہاں

(۱) Tablean de la Silnation - Blafeld '1850 Page - 88 - 109

انہیں زیادہ نفع بخش ملازمتیں مل سکتی ہیں۔ ان میں بنیادی طور پر کسانوں اور دستکاروں کی اکثریت تھی۔ یورپی مورخین کا کہنا ہے کہ جب یہ یورپ کے مختلف علاقوں سے نکل کر الجزائر پہنچتے تو انہیں سخت پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا۔ بعض بھیک مانگنے پر مجبور ہو جاتے اور بعض غیر اخلاقی کاموں میں مصروف ہو جاتے تھے۔ تلاشِ معاش کے لیے اپنے آبائی ملکوں کو چھوڑ کر شمالی افریقہ کا رخ کرنے والے ان یورپی باشندوں کے مسائل کو یہاں پہلے سے موجود نو آباد کاروں کے رویے سے زیادہ شدت ملتی۔ فرانس' اٹلی' یونان اور سپین کے ساحلوں کی یہ تلچھٹ ہر نئے سورج کے ساتھ الجزائر میں داخل ہوتی۔ صاف ظاہر تھا کہ جو لوگ اپنے گھروں کو فراموش کرکے آرہے تھے وہ یہاں پہنچ کر نئے حالات میں بہتری اور خوشحالی کے متمنی تھے لیکن فرانسیسی افواج کے نئے طرزِ عمل نے ان کی مشکلات میں اضافہ کر دیا تھا۔ فرانسیسی افواج مسلمانوں کے قبائل کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کی مہمات میں پوری قوت کے ساتھ مصروف تھیں۔ جس طرف بھی ان کا رخ ہوتا گاؤں کے گاؤں جلا ڈالے جاتے' پندرہ سال سے زیادہ عمر کے مردوں کو تہ تیغ کر دیا جاتا۔ ۱۸۴۰ء میں ایک فرانسیسی کرنل نے اندرونی علاقوں کی طرف پیش قدمی کرتے ہوئے اپنی افواج کو حکم دیا کہ

"عربوں کے خلاف جنگ کرتے ہوئے اس پالیسی کو اختیار کیا جائے کہ پندرہ سال سے زیادہ عمر کے تمام مردوں کو قتل کر دیا جائے' تمام عورتوں اور بچوں کو گرفتار کر لیا جائے اور انہیں بحری جہازوں کے ذریعے کسی دور دراز جزیرے پر جلا وطن کر دیا جائے دوسرے الفاظ میں ان تمام انسانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائے جو ہمارے قدموں میں کتوں کی طرح گرنے کے لیے تیار نہ ہوں"۔

فرانس کے فوجی کمانڈروں کو جنگ کے دوران ہائی کمان سے اسی نوعیت کی ہدایات ملتی رہتی تھیں۔ مغرب کے دانش مندوں کا کہنا ہے کہ الجزائر کو فرانس کی کالونی بننے کا بہت فائدہ ہوا سڑکیں بنیں اور عمارتیں کھڑی کر دی گئیں' لیکن شاید وہ اس حقیقت کا اظہار مناسب نہیں سمجھتے کہ ان سڑکوں اور عمارتوں کی تعمیر میں اینٹوں کی جگہ انسانی جسم اور گارے کی جگہ مسلمانوں کا خون استعمال کیا گیا تھا۔ یہ پندرہ لاکھ سے زیادہ مسلمانوں کی کچلے ہوئے بدن تھے جن پر فرانس نے اپنی کالونی تعمیر کی تھی۔

فرانس اور یورپ سے آنے والے آباد کار ان خالی مکانوں اور عمارتوں میں داخل ہو رہے تھے جہاں سے مسلمانوں کو نکال دیا گیا تھا جن دیواروں پر لہو کے چھینٹے ابھی اپنی خوشبو دے رہے ہوں ان کے سائے میں بیٹھ کر یورپی اقوام نے بہت غلط اندازے لگائے تھے۔ انسانی جسم کی مچان

پر بیٹھ کر انسان سے ہی مدد لینا کیسا عمل ہو سکتا ہے اس کا اندازہ تو شکار ہونے والا انسان ہی بتا سکتا ہے۔ بہر کیف نو واردانِ یورپ کے لیے یہ تجربہ اس لیے ضرور تلخ ہو گا کہ جن ملازمتوں کے خواب انہوں نے دیکھے تھے وہ تو کہیں نہیں تھیں۔ اس پریشانی کا حل انہوں نے نکال لیا۔ اور آہستہ آہستہ معیشت، معاشرت اور سیاست کے ہر کل پرزے کا نام الجزائر کے آبائی باشندوں کی بجائے اہالیانِ یورپ کے نام سے موسوم ہوگیا۔ ان کے اقدامات سے الجزائر کے مقامی باشندوں کو جو فائدہ پہنچا تفصیل اس اجمال کی کچھ یوں بنتی ہے:

(ا) یورپ کے کسانوں کی آمد نے الجزائر کے کسانوں کو بھوک و افلاس کا شکار کر دیا۔ زمینوں پر فرانسیسی قبضوں کے سلسلہ نے طول پکڑا اور انجام کار وہ الجزائر کی زمینوں پر اس قدر قابض ہو گئے کہ مقامی کسان کو اس کی فصل کا ایک ایسا حصہ ملتا جو تباہ حال ہوتا۔ دو تہائی حصہ فرانسیسی کمپنیاں لے جاتیں اور بچا کھچا وہ جاگیردار ہتھیا لیتے جو فرانسیسی استعمار کے خوشامدیوں کی صورت میں مراعات حاصل کرتے تھے۔

(ب) تعلیم پر مکمل گرفت کی پالیسی اختیار کرتے ہوئے مقامی لوگوں کی ۸۲ فیصد آبادی کو ان پڑھ رکھا گیا۔ اس حقیقت کا اعتراف ۱۹۵۴ء میں خود فرانس کی حکومت نے اپنے جاری کردہ اعداد و شمار کے ذریعے کیا۔ جبکہ انہی اعداد و شمار کے مطابق ہر فرانسیسی اور ہر یورپی تعلیم یافتہ تھا۔

(ج) الجزائری باشندوں کے روزگار کے مسائل میں شدید اضافہ ہوا۔ کاروبار تباہ ہو گئے اور حالات اس قدر بگڑے کہ اگر یورپی باشندہ سات ڈالر کماتا تو الجزائری مسلمان ایک ڈالر بھی بمشکل کماپاتا۔

(د) اس شدید معاشی دباؤ اور سماجی و دینی جبر کے ظلم (۱۹۵۴ء) میں جنگ آزادی کا آغاز ہوا تو کل آبادی ایک کروڑ تھی اس میں سے دس لاکھ شہری مستقل بے روزگار تھے جبکہ بیس لاکھ شہری ایسے تھے جن کی ملازمت جزوی تھی اور انہیں ہر نئے دن، تلاش معاش کے لیے نکلنا پڑتا تھا۔

(ر) بچوں میں شرح اموات دنیا بھر سے زیادہ تھی۔ اس کا اندازہ یوں لگایا جا سکتا ہے کہ الجزائر میں ایک ہزار میں ۲۸۴ بچے پیدائش کے فوراً بعد مرجاتے تھے۔ یہ شرح اس وقت دنیا میں شرح اموات کے اعتبار سے چار گنا زیادہ تھی۔ یہ جاننا مشکل نہیں ہے کہ اس کی وجہ وہ غیر صحت مند ماحول تھا جس میں یہ لوگ رہ رہے تھے۔ تنگ دامنی اور

بے روزگاری نے مسائل کو مزید الجھا دیا تھا' ہر گھر میں بیروزگار تھے اور ہر گھر میں بیمار۔

(س) یورپی آباد کاروں نے زمین ہتھیانے کی پالیسی اختیار کی تو اس کی وجہ سے ایک خوشحال الجزائر تباہ حال ملک میں بدل گیا۔ ۱۸۷۱ء میں اناج کی فی کس سالانہ پیداوار ۵۶۰ پاؤنڈ فی کس تھی'۱۹۴۰ء میں ۲۸۰ اور ۱۹۴۸ء میں ۲۲۴ پاؤنڈ رہ گئی۔

یہ الجزائر کی سماجی و معاشی حالت کا انتہائی اجمالی جائزہ ہے۔ یورپ کا مورخ جب بھی لکھتا ہے تو یہی کہ یورپیوں کو شدائد کا سامنا کرنا پڑا۔ انہیں نقل و حرکت کی آزادی میسر نہ تھی' وہ ملازمتیں اختیار نہیں کر سکتے تھے' ان پر ظلم کیا جاتا تھا' ان کے مسائل کو جاننے اور حل کرنے والا کوئی نہ تھا۔ اگر واقعی الجزائر میں آکر وہ اس قدر تنگ دست اور تہی دامن ہو گئے تھے تو انہیں پہلے سوچنا چاہیے تھا کہ وہ ایک ملک کی آزادی سلب کیوں کر رہے ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اپنے مظالم کی تفصیلات کو چھپانے کے لیے یہ سارے الزامات عائد کیے جاتے ہیں۔

پیرس پولیس کے ریکارڈ کے مطابق ۱۸۳۰ء کے فوراً بعد الجزائر میں غیر ملکی باشندوں کے لیے مشکلات اور مسائل محض واقعاتی تھے۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس کے پیش کردہ اعداد و شمار کے مطابق بیس ہزار میں سے صرف پندرہ یورپی باشندوں کو مقامی آبادی کی طرف سے مشکلات کی شکایات سننے میں آئیں۔ ان یورپی باشندوں کی اکثریت ایسے نوجوانوں پر مشتمل ہوتی تھی جو آوارہ گرد اور بے روزگار ہوتے۔ ایسے نوجوانوں کی فطرت سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ الجزائر کے مسلمانوں نے اگر کبھی ان سے تعرض کیا ہوگا تو اس کی وجہ ان نوجوانوں کی غیر اخلاقی حرکات تھیں۔ Baron Bade کے مطابق پولیس نے اس قسم کے نوجوانوں کو جمع کیا' ان کی تعداد ۴۵۰۰ تک جا پہنچی انہیں عربوں کے خلاف فرانس کے لیے خدمات سرانجام دینے کے لیے کام سونپا گیا جسے انہوں نے خوش اسلوبی سے پورا کر دکھایا۔ جے آر موریل کا کہنا ہے کہ فرانسیسی اور یورپی باشندے زراعت کے شعبہ میں مقامی آبادی سے بہتر تھے' وہ لکھتا ہے:

"فرانسیسی الجزائر میں ناقابلِ برداشت نو آباد کار تھے۔ اس کالونی میں سب سے بہترین زراعت پیشہ یہی لوگ تھے۔ ۱۸۳۰ء کے حملے کے بعد ایک خاص مدّت تک الجزائر آنے والے 'فرانس کے شہریوں کی اکثریت' شراب کشید کرنے کا کاروبار کرتی تھی یا پھر آوارہ زندگی کی ضروریات پورا کرنے کا دھندا کرتی۔ مختصر یہ کہ فرانسیسی اپنی فوج کے مفتوحات سے فائدہ اٹھانے والوں میں سے تھے۔" (۲)

ان آباد کاروں کے الجزائر کے سماج اور معاش پر قبضہ کرنے کا سلسلہ تو ۱۸۳۰ء کے ساتھ ہی

(۲) Algeria J.R.Morell Page 349

شروع ہو گیا تھا۔ آبادی میں شرح کی تبدیلی کا آغاز ۱۸۴۰ء سے ہوا۔ اس کا اندازہ مندرجہ ذیل اعداد و شمار سے لگایا جا سکتا ہے۔ اگر کل یورپی باشندے ایک ہزار تصور کر لیے جائیں تو اس میں مختلف یورپی اقوام کی شرح یوں بنتی ہے:

| | | | |
|---|---|---|---|
| فرانسیسی | ۴۱۵ | سپینی | ۳۲۰ |
| مالٹا | ۱۱۶ | اٹلی | ۱۰۳ |
| جرمن | ۴۶ | | |

ڈاسن بورر کے مطابق ۱۸۴۰ء میں یورپی آبادکاروں کی کل تعداد ۴۵ ہزار تھی جبکہ یکم جنوری ۱۸۴۵ء کو یہ تعداد بڑھ کر ۷۵٬۸۶۷ ہو گئی اس طرح پانچ سالوں میں ۲۵ ہزار سے زیادہ یورپی آباد کار الجزائر آئے اور چھ سال کے عرصے میں ان کی آبادی تقریباً دوگنی ہو گئی' ڈاسن کا کہنا ہے کہ ان میں ۳۸٬۶۴۶ فرانسیسی اور ۳۷٬۲۲۱ دیگر اقوام سے تعلق رکھتے تھے۔ (۳)

مقامی آبادی پر بیرونی دباؤ میں آنے والے سالوں میں مزید اضافہ ہوا اور ۳۱ دسمبر ۱۸۴۶ء تک غیر ملکی آبادی کی تعداد ۱۱۰٬۸۴۶ ہو چکی تھی جن میں سے ۷۰٬۱۶۸ یورپی شہروں میں اور ۲۲۳۲ یورپی باشندے الجزائر کے دیہی علاقوں میں آباد ہو چکے تھے۔ صرف ۱۸۴۶ء کے آخری تین ماہ میں ان کی تعداد میں ۳٬۸۵۸ کا اضافہ ہوا۔ الجزائر میں موجود جرمنی کے زیادہ تر افراد کا تعلق ایسے خاندانوں سے تھا جو ترک سکونت کر کے مستقل طور پر الجزائر میں آباد ہو گئے تھے یہ لوگ فرانس اور اٹلی کے راستے الجزائر پہنچے تھے۔ یہ لوگ زیادہ تر پہاڑی علاقوں کا رخ کرتے جہاں کی آب و ہوا جرمنی سے مماثلت رکھتی تھی۔ حکومت فرانس کے جاری کردہ اعداد و شمار کے مطابق ۱۸۴۶ء سے ۱۸۵۰ء تک الجزائر میں یورپی آبادی میں کمی بیشی کی رفتار یوں رہی:

| سال | کل آبادی | اضافہ / کمی | تعداد اضافہ / کمی |
|---|---|---|---|
| ۳۱ دسمبر ۱۸۴۶ء | ۱۰۹٬۴۰۰ | --- | ---- |
| ۱۸۴۷ء | ۱۰۳٬۸۹۳ | کمی | ۵٬۵۰۷ |
| ۱۸۴۸ء | ۱۱۵٬۱۰۱ | اضافہ | ۱۰٬۸۴۴ |
| ۱۸۴۹ء | ۱۱۲٬۶۰۷ | کمی | ۲٬۴۹۴ |
| ۱۸۵۰ء | ۱۲۵٬۹۶۳ | اضافہ | ۱۳٬۳۵۶ |

ان سرکاری اعداد و شمار کے مطابق بھی یہ واضح ہے کہ ہر سال اوسطاً" چار ہزار سے زیادہ یورپی باشندوں نے الجزائر کا رخ کیا جبکہ درست اعداد و شمار کے مطابق یہ اوسط بہت زیادہ رہی۔

(جاری ہے)

(۳) Algeria Dawson Borrer Page 226

## آبادی میں رد و بدل

فرانس کی حکومت نے ۱۸۴۳ء میں جو اعداد و شمار جاری کیے ان کی مندرجہ ذیل صورت بنتی ہے

| | | |
|---|---|---|
| ۳۱ جنوری | ۱۸۴۳ء | ۴۷،۱۵۰ |
| " مارچ | " | ۴۷،۰۳۸ |
| یکم مئی | " | ۴۷،۵۴۴ |
| ۳۱ جون | " | ۵۵،۱۲۲ |
| یکم اکتوبر | " | ۵۷،۶۴۲ |

اسی ذریعے کے مطابق (دیکھیے حوالہ) ان ۵۷،۶۴۲ غیر ملکی افراد میں مختلف اقوام کے افراد کی تعداد یہ تھی۔ (۴)

| | | | |
|---|---|---|---|
| فرانسیسی | ۲۴،۲۷۴ | سپینی | ۱۸،۵۴۸ |
| مالٹا | ۶،۴۰۲ | اطالوی | ۶،۳۳۲ |
| جرمن | ۲،۰۸۶ | | |

جون ۱۸۴۲ء کے اختتام پر ۴۰،۰۰۰ یورپی تھے فوجیوں کی تعداد پہلے ۳۷ ہزار سے ۸۰ ہزار کی گئی اور اسی سال یعنی ۱۸۴۲، میں یہ تعداد ۹۵ ہزار ہو گئی۔

"زمینوں کی منتقلی کے علاوہ فرانس، کارسیکا، سپین، اٹلی اور مالٹا سے بڑی تعداد میں نو آباد کاروں کو خوش آمدید کہا گیا۔ ۱۸۳۲ء کے آخر میں یورپی باشندوں کی تعداد صرف ۵ ہزار تھی، آنے والے سات سالوں میں اس تعداد میں سات گنا اضافہ ہوا۔ ۱۸۴۷ء تک ان کی تعداد ایک لاکھ سے متجاوز ہو چکی تھی جن میں سے اکثر آباد ہو کر پر سکون زندگی گزارنے لگے تھے ان میں اکثریت کسانوں یا مزدور طبقے سے تعلق رکھنے والے افراد کی تھی۔ نو آباد کاروں نے بڑے بڑے سیکٹر آباد کر لیے تھے۔ ایک کلاس کاروباری افراد پر مشتمل تھی یہ گروہ گرینڈ کولون کہلاتا تھا، ان کے پاس وسیع و عریض اراضی تھی۔ ایک دوسرا طبقہ Petitsblancs کہلاتا تھا، یہ مڈل کلاس سے بہتر حالت میں رہتے تھے اور ان کی معاشی حالت مقامی اور آبائی الجزائریوں سے بدرجہا بہتر تھی۔

یورپی باشندوں کے یہ دونوں طبقے مسلم دشمنی میں یکجا اور متحد تھے۔ وہ فرانس کے فوجی اقتدار کی بھی مخالفت کرتے تھے کیونکہ ایسی حکومت کی وجہ سے ہی الجزائر میں ان

4 - Tablean Page 88. - 109

کے لیے زمین حاصل کرنے اور اسے زیر استعمال لانے کے مواقع سیاسی طور پر محدود ہو گئے تھے جبکہ وہ ایسا نہیں چاہتے تھے۔" (۵)

"زمین کے انتقال کے بارے میں پالیسیوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ الجزائر کا سارا معاشرہ اپنی شناخت کھو بیٹھا۔ رشتے ناطے بکھر گئے جائیداد پر حقوق ختم کر دیے گئے۔ جس سے پیداواری عمل بھی شدید متاثر ہوا اور سماجی ڈھانچہ تباہ ہو گیا۔ ایک ہتھکنڈے کے طور پر فرانسیسیوں نے نو آبادیاتی سماجی نظام متعارف کرایا۔ اس نظام کے ذریعے زندگی کے مختلف شعبوں اور کاموں کو سرانجام دینے کے طریقے بدل دیے گئے' قدروں کو اپنی شناخت سے محروم کر دیا گیا۔ مقامی آبادی کا مورال ختم کرنے کی مسلسل کوشش کی جاتی رہی جس نے سماجی عمل کو تہہ و بالا کر دیا۔ ایسا کرتے ہوئے کبھی غیر متوقع مظالم کا سلسلہ شروع کر دیا جاتا تو کبھی آبادیوں کی اکھاڑ پچھاڑ کی جاتی۔" (٦)

نو آباد کاروں کے ان اقدامات نے الجزائر کے مسلمانوں کے لیے مسائل کے پہاڑ کھڑے کر دیے۔ حالات کی ناگفتہ بہ کیفیت کا اندازہ یوں بھی لگایا جا سکتا ہے کہ فرانس' الجزائر میں جس نئے سماج کی تشکیل کا پروگرام چلا رہا تھا وہ نام نہاد نیا سماج' دین و اخلاق سے عاری جان بوجھ کر رکھا گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ صحت اور غذائیت کے اعتبار سے بھی یہ سماج اپنے ارکان کے لیے وبال جان ثابت ہوا اور صرف بچوں کی شرح اموات اس قدر بڑھ گئیں کہ آبادی کے لیے اپنا وجود برقرار رکھنا مشکل تر ہو گیا۔ ۱۸۴۹ء میں ہیضہ کی وباء پھوٹ پڑی جس سے شرح اموات میں زبردست اضافہ ہو گیا اور بے شمار انسان موت کے منہ میں چلے گئے۔ اس وبا کی شدت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ صرف یورپی آبادی میں شرح اموات ۱۰۶۵۹ فیصد تھی حالانکہ اس آبادی کو غذا' صحت' ماحول اور رہائش کی بہترین سہولتیں بھی حاصل تھیں۔

الجزائر کی مقامی آبادی پر دباؤ کا ایک اور ذریعہ یورپی آبادی میں تیز شرح پیدائش تھی مندرجہ ذیل چارٹ سے اس کی تصویر نکھر کر سامنے آتی ہے۔

| صوبے | ۱۸۴۷ | | | ۱۸۴۸ | | | ۱۸۴۹ | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | فرانسیسی | دیگر یورپی | کل | فرانسیسی | دیگر یورپی | کل | فرانسیسی | دیگر یورپی | کل |
| الجزیرہ | ۱۳۸۰ | ۱۱۴۱ | ۲۵۲۱ | ۱۳۰۷ | ۹۷۴ | ۲۲۸۱ | ۱۶۰۰ | ۱۰۸۰ | ۲۶۸۰ |

5 - Algeria. The Revolution Institutionalized Page 27

6 - Recognizing Islam : Religion and Society in the Modern Ara by Michael Gilsenan. New York, Pantheon Books, 1982 - Page 145

| | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| اور ان | ۵۴۰ | ۴۷۸ | ۱۰۱۸ | ۶۵۹ | ۶۶۰ | ۱۳۱۹ | ۷۹۵ | ۸۳۲ | ۱۶۲۷ |
| Const- | | | | | | | | | |
| antina | ۵۰۰ | ۲۴۹ | ۷۴۴ | ۴۵۵ | ۲۹۲ | ۷۴۷ | ۵۹۵ | ۳۰۴ | ۸۹۹ |
| میزان | -- | -- | ۴۲۸۳ | -- | -- | ۴۳۴۷ | -- | -- | ۵۲۰۶ |

گویا شرح پیدائش یوں رہی

۱۸۴۷ء میں کل ۴ء۱۲ فیصد
۴ء۵۰ فیصد فرانسیسی آبادی میں
۳ء۷۱ فیصد دیگر یورپی اقوام میں

۱۸۴۸ء میں کل ۳ء۷۷ فیصد اضافہ
۳ء۷۷ فیصد فرانسیسی آبادی میں
۴ء۸۳ فیصد دیگر یورپی اقوام میں

۱۸۴۹ء میں کل ۴ء۶۲ فیصد
۵ء۱۵ فیصد فرانسیسی آبادی میں
۴ء۰۵ فیصد دیگر یورپی اقوام میں

اس طرح ان تین سالوں میں فرانسیسی آبادی میں ۴.۴۷ فیصد اور دیگر یورپی اقوام پر مشتمل آبادی میں ۳.۹۳ فیصد شرح پیدائش رہی (۷).

7 - Algeria by J.R Morell, Page - 352

بقیہ : حکمت مودودیؒ

(۷) **وان یکون صمتی فکر** اور یہ کہ میری خاموشی تفکر کی خاموشی ہو۔
(۸) **ونطقی ذکرا** اور میری گفتگو ذکر الٰہی کی گفتگو ہو۔
(۹) **و نظری عبرۃ** اور میری نگاہ عبرت کی نگاہ ہو۔

ان اوصافِ مطلوبہ کا ذکر کرنے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ **ان امر بالمعروف و انہی عن المنکر** یعنی مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں نیکی کا حکم دوں اور بدی سے روکوں۔ معلوم ہوا کہ نیکی کو پھیلانے اور بدی کو ختم کرنے کے لیے جو امّتِ وسط اٹھے اس کے فرد فرد میں یہ اوصاف ہونے چاہئیں۔ انہی اوصاف کے ساتھ یہ فریضہ ادا ہو سکتا ہے۔ یہ نہ ہوں تو ہم کبھی اپنے منصب کے مقتضیات کو پورا نہیں کرسکتے۔